شہسوارِ خطابت

تحریر
جناب حافظ حفیظ اللہ صاحب اعوان

شہید اسلام حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ گزشتہ عید الاضحیٰ کے دوسرے دن یعنی ۱۷۔ اگست ۱۹۸۶ء کو راقم الحروف کے غریب خانہ اعوان منزل محلہ دھارووال سیالکوٹ تشریف لائے جناب پروفیسر حافظ ساجد میر، مولانا عطاء الرحمٰن اشرف اور اہلحدیث یوتھ فورس سیالکوٹ شہر کے چند نوجوان آپ کے ہمراہ تھے نصف گھنٹہ کی اس مختصر نشست میں برادر مکرم پروفیسر حافظ مشتاق احمد صاحب (جو حضرت علامہ مرحوم کے پرانے اور قریبی دوستوں میں سے ہیں اور حضرت حکیم محمد صادق سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کی دنیا سے رحلت کے بعد ان کی مرکزی مسجد جامع اہلحدیث باغ ڈیٹی میں خطیب اور ان کے جانشین ہیں) سے دوستانہ ذاتی اور نجی قسم کی گفتگو کے بعد علامہ ظہیرؒ کی ساری زندگی کا مرکز و محور صرف اور صرف مسلک اہلحدیث اور جمعیت اہلحدیث کی ترقی و غلبہ کی تمنا و خواہش و اس کے لئے کی جانے والی کوششوں کا جائزہ اور تحریکی فکر و سوچ تھی۔

جمعیت اہلحدیث پاکستان کے پہلے عظیم الشان جلسہ عام موچی دروازہ لاہور میں بڑے پرجوش انداز میں حضرت علامہ نے فرمایا تھا۔

"اہلحدیث وہ ہے جو ہر ظالم کے سامنے سینہ سپر رہے۔ ظالم کی چوکھٹ پہ جھکنے والا اہلحدیث نہیں ہو سکتا"

اپنے جوانوں میں جرأت و بے باکی پیدا کرنے کے لئے جناح ہال لاہور میں عظیم الشان اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"میری ایک ہی خواہش ہے میری ایک ہی آرزو ہے میری تگ و دو کا ایک ہی مقصد ہے میری جد و جہد کا ایک ہی مطلوب ہے اور وہ یہ کہ اہلحدیث کے جوان اپنے آقا کی شجاعت کو اپنے سینے میں بھر لیں خدا کی قسم اگر یہ آقا کی شجاعت کے وارث بن جائیں تو پورے پاکستان کی کوئی قوت ان کے مقابل کھڑا ہونے کی جرأت نہیں کر سکتی۔

سیالکوٹ کی جمعیت کو مزید منظم کرنے اور فعال بنانے کی طرف توجہ دلائی اور لوگوں میں جماعتی و تحریکی سپرٹ پیدا کرنے کی تلقین کی۔

علامہ مرحوم نے مسلک حق کتاب وسنت کی پرچار کے لئے بڑی مشقتیں اٹھائیں اور ہزاروں میل سفر کیا۔ صعوبتیں برداشت کیں۔ راتوں کی نیندیں حرام کیں اپنے خون پسینے کی کمائی کو فروغ مسلک کے لئے صرف کیا یہاں تک کہ اپنے جسم کے قیمتی خون کا نذرانہ بھی پیش کر دیا۔ خود بھی علامہ مرحوم یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

ے کلیوں کو میں سینے کا لہو دے کے چلا ہوں
صدیوں مجھے گلشن کی فضا یاد کرے گی

الغرض علامہ مرحوم کوئی معمولی ہستی نہ تھے علم وادب کا خزینہ فکر ونظر کا گنجینہ اور حکمت و رموز کا آئینہ تھے۔ ہمہ صفات سے متصف، تقریر بھی تھی تحریر بھی۔ علم بھی تھا عمل بھی۔ شخصیت بھی تھی۔ رعب وجلال بھی۔ دلوں میں گھر کرنے والی نابغہ روزگار شخصیت۔ جس کی جدائی کا صدمہ ہمیں برداشت کرنا پڑا۔ ظالموں نے ایسا ظلم کیا کہ ہماری کمر توڑ کے رکھ دی۔ ایسا نقصان کیا جو ناقابل تلافی ہے اب ہم ان سے نہ مل سکیں گے۔ لیکن ان کا نام زندہ ہے مشن زندہ ہے اور انشاء اللہ تا ابد زندہ رہے گا ان کے آواز کی گھن گرج آج بھی گھر گھر ویڈیو کیسٹوں اور ٹیپ ریکارڈوں کی صورت میں سنائی دیتی ہے اور ان کی شاہکار ولاجواب کتابیں ان کی علمیت کا منہ بولتا ثبوت اور فرقِ باطلہ کا اصلی روپ دکھاتی ہیں اب ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کے پیغامات و افکار سے اپنے آپ کو مزین کریں۔ علامہ کی شخصیت ایسی تھی جس پر عالم اسلام ناز کرتا تھا۔ وہ مردِ مومن تھا۔ مردِ آہن تھا۔ بے باک نڈر مذہبی وسیاسی لیڈر تھا۔ باطل کو پاش پاش کرنے والا۔ جری بہادر اس قدر کہ ہر جابر حکمران کے سامنے کلمۂ حق کہنے سے کبھی نہ ڈرا۔ باطل کے ایوانوں کو لرزا دینے والا۔ شعلہ نوا۔ بے بدل خطیب جس کی آواز سنتے ہی سناٹا چھا جاتا تھا سب خاموش ہو جاتے تھے۔ اب ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گیا۔ ع خاموش ہو گیا اک چمن بولتا ہوا

ے آتی رہیں گی یاد ہمیشہ یہ صحبتیں
ڈھونڈا کریں گے ہم تمہیں فصل بہار میں

اللہ غریق رحمت کرے۔ علامہ شہید کی اس وقت بڑی ضرورت تھی لیکن مالک الملک بہتر

جانتا ہے۔ سارا انتظام کائنات اس کے حکم کا پابند ہے موت کا وقت اس کی طرف سے متعین ہے علامہ مرحوم تحریکی ذہن کے قائد اور اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک تھے آپ کی گفتگو سے معلوم ہوتا تھا کہ واقعتاً حضرت علامہ کو جماعت اور مسلک کا بڑا درد تھا اور خاصا عشق۔ مسلک کے غلبہ اور فروغ کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کو تیار تھے۔ فکر تھی تو صرف اس کی کہ جمعیت اہلحدیث کو کیسے ترقی و عروج حاصل ہو؟ آپ کی شخصیت باکمال، آپ کی شہرت و ناموری، آپ کی تقاریر و تصانیف مسلک اہلحدیث کو ہی چار چاند لگا رہی تھیں۔ برا ہو ان ظالموں کا جنہوں نے بم کا دھماکہ کرکے گوہر نایاب خطابت و جرأت کی دنیا کا بادشاہ ہم سے چھین لیا۔

جماعت اور مسلک کی ترقی کی خبریں سن سن کر فرماتے۔ الحمد اللہ، ماشاء اللہ فرمانے لگے حافظ صاحب! میں ملک کا کونہ کونہ پھرا ہوں۔ جہاں جہاں گیا ہوں مجھے یہی بتایا گیا کہ جماعت اہلحدیث ماشاء اللہ بہت ترقی کر رہی ہے لوگ دھڑا دھڑ مسلک اہلحدیث کو قبول کر رہے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ ہمارا مسلک اب چھا رہا ہے۔ حق کا بول بالا ہو رہا ہے اب ہمیں مزید محنت کرنی چاہیئے۔ تبلیغ اور نشر و اشاعت کے مؤثر ترین انداز اپنا کر پیغام حق قریہ قریہ، بستی بستی نگر نگر پھیلانا چاہیئے تاکہ مخالفین کے پیدا کردہ تعصب کی بناء پر جو لوگ ہم سے دور اور متنفر ہیں وہ بھی ہماری دعوت حق سن کر قریب ہوں۔ ہمارے ساتھ آملیں اور دنیا و آخرت کی کامیابیوں اور کامرانیوں سے سرفراز ہوں۔ فرمانے لگے۔ جمعیت اہلحدیث پاکستان نے چند مہینے کی تگ و دو سے مسلک اہلحدیث کو ملک کے بچے بچے میں متعارف کروا دیا ہے۔ میں نے بہت سفر کئے ہیں بڑی محنت کرنا پڑ رہی ہے تھک کر چور ہو گیا ہوں لیکن خوشی ہے اس بات کی کہ اللہ نے ہماری محنت کو شرف قبولیت سے نوازا ہے دن دگنی رات چوگنی ترقی ہو رہی ہے دنیا کی کوئی طاقت اب ہمارا سامنا نہیں کر سکے گی۔ علامہ مرحوم اپنی تقریروں میں اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

گئے دن کہ تنہا تھا میں انجمن میں
یہاں اب میرے رازداں اور بھی ہیں

شہر سیالکوٹ کی قدیمی مسجد، مسجد اوّل جامع اہلحدیث میں تشریف لائے تو مسجد کا نیا نقشہ اور تعمیر جدید دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے اس لئے کہ آپ اس کی پہلی حالت کو بھی بخوبی جانتے تھے کہ طالب علمی کے دور میں استاذی حضرت مولانا عبدالواحد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس

کئی بار تشریف لا چکے تھے. فرمانے لگے حافظ صاحب! آپ نے مسجد کا نقشہ بدل کے رکھ دیا ہے ماشاءاللہ. بڑی عمدہ مسجد تیار ہوگئی ہے سیالکوٹ کے جماعتی حالات کا تذکرہ ہوا تو آپ نے کہا کہ یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ کسی کو اس سے نہ انکار کی مجال ہے نہ فرار کی. اس کے سامنے فرض شناسی و اہمیت کوئی معنی رکھتی ہے نہ حالات و واقعات اس کے سامنے نہ معصوم یتیموں کا مستقبل حائل ہوتا ہے نہ سوگواروں کی آہ و پکار

علمبرداران حق کی تاریخ اس بات پہ شاہد ہے کہ جس نے بھی کتاب و سنت کے علم کو اٹھایا اور حق گوئی و بے باکی کا مظاہرہ کیا اس کو ایسی اذیت ناک تکالیف کا سامنا کرنا پڑا.

شہید اسلام کا پیغام اہلحدیثوں کے نام

"جب کبھی تمہارے دلوں میں کمزوری کا خیال آجائے تو احمد بن حنبلؒ کو یاد کر لیا کرو جب کبھی تمہارے پاؤں میں لڑکھڑاہٹ آجائے تو ابن تیمیہؒ اور امام مالکؒ کو یاد کر لیا کرو. تم کائنات کے پیچھے چلنے والے نہیں بلکہ پیچھے چلانے والے ہو. ہمارے لئے اس سے بڑی سعادت اور کیا ہو سکتی ہے کہ امام کائنات کے دین کی پاسبانی کرتے ہوئے ہماری جان چلی جائے."

بقیہ : باپ سے زیادہ مشفق

طور پہ پہچانے جاتے تھے جو تو اے علامہ ایک باپ سے بھی زیادہ مشفق نظر آرہا تھا زمین والے کیا آسمان والے بھی تیری اور تیری تدفین پہ رشک کر رہے تھے زمین کھا گئی آسمان کیسے کیسے کیا خوبیاں تھیں مرنے والے میں علامے دنیا میں بہت آئے لیکن تیرے جیسا علامہ کسی ماں نے نہیں جنا تھا جو جب تک زندہ رہا سربلند رکھ کر غازی بن کر اور جب مرا تو میدان جہاد میں کلمہ حق کہتے ہوئے اور باطل قوتوں کو للکارتے ہوئے جسم کے ٹکڑے کرا کر شہید بن کر مرا اور تدفین ہوئی تو محمد عربی کے جاں نثاروں کے ساتھ جنت البقیع میں حضرت کے خادموں صحابہ و اماموں کے پہلو بہ پہلو خدا رحمت کنند ایں عاشقانِ پاک طینت را.